سید کاشف گیلانی

جو ہم بدلے تو شکوہ کیوں کریں اُن کے بدلنے کا

ہر اک دستور بدلا ہے مزاجِ یار کیا بدلا
اصولِ زندگی بدلے ہیں آئینِ وفا بدلا

ابھی جس معرکے میں اہلِ حق نے مار کھائی ہے
ہماری بزدلی نے اُس میں قانونِ خدا بدلا

کہاں ہیں وہ مسلماں دھاک تھی جن کی زمانے پر
جہاں نے ٹھوکروں سے جن کی اپنا راستہ بدلا

ہماری بھیک پہ پلتی تھی دنیا اک زمانے میں
یہ کیسا انقلاب آیا سخی بدلے گدا بدلا

کیا برباد افغانوں کو جرمِ بے گناہی نے
مصیبت کی گھڑی میں دوست بدلے آشنا بدلا

ابھی تک کاسہ لیسوں کے اثر کے ہم نہیں نکلے
نہ ہم نے راہ بدلی ہے نہ اپنا رہ نما بدلا

خدا سے مانگنے میں بھی عدو سے خوف آتا ہے
عدو کے خوف سے مسلم کا اندازِ دعا بدلا

ہوئے ہیں جب سے ہم محروم ایماں کی حرارت سے
ہماری بے بسی نے شیوۂ قدر و قضا بدلا

خدا کو چھوڑ کر اصنام کی چوکھٹ پکڑ لی ہے
وفا کا رُخ بدل دینے سے انجامِ وفا بدلا

جو ہم بدلے تو شکوہ کیوں کریں اُن کے بدلنے کا
زمیں بدلی ، فلک بدلا ، بشر بدلے ، خدا بدلا

ابھی تک کر رہے ہیں جانے کیوں ہم اعتبار اُس کا
ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے جو بارہا بدلا

وہ کیسا یار ہے جب چاہے آنکھیں پھیر لیتا ہے
مگر اُس پر بھروسے کا نہ ہم نے سلسلہ بدلا

خدا کو چھوڑ کر گن گا رہے ہیں اہل طاقت کے
مسلمانوں نے کیوں اسلوبِ تسلیم و رضا بدلا

یہ دنیا جس سے ڈرتی ہے اُسی کا ساتھ دیتی ہے
مری طرزِ نوا بدلی تو میرا ہم نوا بدلا

وہی سچے ہیں جن کی پشت پر طاغوت رہتا ہے
ہمارے دور میں پیمانۂ صدق و صفا بدلا

مجھے آتا ہے رونا اُن کی دانش پر بہت کاشفؔ
جنھوں نے اپنی صورت تو نہ بدلی آئینہ بدلا

δ δ δ δ